طلبِ عافیت!

سب سے بہتر اور جامع دعا

مفتی غلام مصطفیٰ رفیق
رفیق شعبہ مجلسِ دعوت وتحقیق واستاذِ جامعہ

ترمذی شریف اور دیگر کتبِ احادیث میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ سے ایک جامع دعا نقل کی گئی ہے۔ اس دعا کے الفاظ اگرچہ انتہائی مختصر ہیں، مگر اس کے مفہوم میں دنیا وآخرت کی تمام بھلائیوں اور اچھائیوں کی طلب اور تمام مصائب و مشکلات سے پناہ شامل ہے۔ ذیل میں مذکورہ روایت کا ترجمہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف اور مذکورہ دعا سے متعلق فوائد ذکر کیے جاتے ہیں:

’’عَنِ العَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِی شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: سَلِ اللّٰهَ العَافِيَةَ، فَمَكَثْتُ أَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِيْ شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللّٰهَ، فَقَالَ لِیْ: يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ! سَلِ اللّٰهَ العَافِيَةَ فِيْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.‘‘ (ترمذی، ابواب الدعوات، ج:۲،ص:۱۹۱، ط: قدیمی)

’’حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے ایسی چیز بتایئے جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ سے عافیت مانگو۔ میں کچھ دن ٹھہرا رہا اور پھر دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں گیا اور میں نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے ایسی چیز بتایئے جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگوں؟ آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا! اللہ سے دنیا وآخرت میں عافیت مانگا کرو۔‘‘

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں اور عمر میں آپ سے دو سال بڑے تھے، اسلام

رب سے دنیا وآخرت میں عفو اور عافیت کا سوال کرو، جب تمہیں دنیا وآخرت میں عفو اور عافیت مل جائے تو تحقیق تم کامیاب ہوگئے۔‘‘

مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ ترمذی یہ حدیث مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللّٰهُ شَيْـئًا يَعْنِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ الْعَافِيَةَ .‘‘یعنی’’تم میں سے جس کے لیے دعا کے دروازے کھولے گئے، اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے عافیت مانگنا ہر چیز مانگنے سے زیادہ محبوب ہے۔‘‘

مسند احمد بن حنبل میں امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت میں یہ منقول ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’لَمْ تُؤْتُوْا شَيْـئًا بَعْدَ كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ مِثْلَ الْعَافِيَةِ فَسَلُوْا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ .‘‘.....’’کہ تمہیں کلمۂ اخلاص (کلمۂ شہادت) کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں دی گئی، لہٰذا تم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کیا کرو۔‘‘

رسول اللہ ﷺ خود بھی بڑی کثرت سے رب العالمین سے عافیت کی دعا مانگا کرتے تھے، احادیثِ مبارکہ میں مختلف الفاظ سے آنحضرت ﷺ سے عافیت کی دعائیں مانگنا منقول ہے، اس دعا کو آپ ہمیشہ اپنے معمولات میں شامل فرماتے تھے، چنانچہ ابوداؤد شریف اور دیگر حدیث کی کتابوں میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ صبح وشام نہایت پابندی سے ان الفاظ کے ذریعہ دعا مانگتے: ’’اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْأٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَتِي .‘‘بہتر تو یہی ہے کہ یہ پوری دعا یاد کی جائے اور صبح وشام اس کے پڑھنے کو معمول بنایا جائے، تاہم مکمل یاد نہ ہو تو کم از کم’’اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْأٰخِرَةِ .‘‘.....’’اے اللہ! میں آپ سے دنیا وآخرت کی عافیت طلب کرتا ہوں۔‘‘ نہایت ہی مختصر سے الفاظ ہیں، ان الفاظ کے ساتھ اس دعا کو یاد کرلینا چاہیے، اور اگر عربی الفاظ یاد نہ ہوں تو اُردو میں یہ دعا مانگ لیا کریں۔ یہ دعا اللہ رب العزت کو بڑی پسند ہے، بندے اپنے پروردگار سے عافیت مانگتے رہیں، اللہ تعالیٰ اس مانگنے کو سب سے زیادہ پسند فرماتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا جیل جانا

حضرت یوسف علیہ وعلیٰ نبینا الصلوات والتسلیمات جلیل القدر پیغمبر ہیں، ان کا طویل واقعہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۂ یوسف میں ذکر فرمایا ہے، ان پر جو آزمائش آئی تھی، جس میں وہ ثابت قدم

رہے، اس کا بھی مفصل تذکرہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ زلیخا نے جب یوسف علیہ السلام کو بہلا نا پھسلانا چاہا اور کہا کہ میری بات نہ مانی تو میں جیل بھجوادوں گی۔ یوسف علیہ السلام نے اس موقع پر دعا کی: ’’رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِيْ إِلَيْهِ . ‘‘ کہ ’’اے میرے پروردگار! یہ عورتیں مجھے جس کام کی طرف دعوت دیتی ہیں‘ اس سے تو مجھے جیل خانہ زیادہ پسند ہے۔‘‘ اس آیت کے تحت بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ: بعض روایات میں ہے جب یوسف علیہ السلام قید میں ڈالے گئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی: ’’يَا يُوْسُفُ أَنْتَ حَبَسْتَ نَفْسَکَ حَيْثُ قُلْتَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ وَلَوْ قُلْتَ الْعَافِيَةُ أَحَبُّ إِلَيَّ لَعُوْفِيْتَ ‘‘ .....’’اے یوسف! آپ نے قید میں اپنے آپ کو خود ڈالا ہے، کیونکہ آپ نے کہا تھا: ’’اَلسِّجْنُ اَحَبُّ إِلَيَّ ‘‘ .....’’میرے رب! مجھ کو جیل خانہ زیادہ پسند ہے۔‘‘ اور اگر آپ عافیت مانگتے تو آپ کو مکمل عافیت مل جاتی۔‘‘ اور اس آزمائش سے نجات بھی مل جاتی۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی بڑی مصیبت سے بچنے کے لیے دعا میں یہ کہنا کہ اس سے تو یہ بہتر ہے کہ فلاں چھوٹی مصیبت میں مجھے مبتلا کردے، ایسی دعا بھی مناسب نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ سے ہر مصیبت اور بلاء کے وقت عافیت ہی مانگنی چاہیے۔

کثرتِ دولت سے عافیت افضل ہے

کثرتِ دولت ہر فرد کے حق میں مفید نہیں ہوتی، سوائے ان لوگوں کے جنہیں اللہ تعالیٰ کثرتِ دولت کے ساتھ ساتھ دین کی نعمت اور اپنا خوف بھی نصیب فرمائیں اور وہ مال کے تمام حقوق ادا کرنے والے بنیں، ورنہ تموُّل یعنی دولت کی فراوانی انسان کو ہزاروں فکروں اور پریشانیوں میں ڈال دیتی ہے۔ عافیت کے بغیر مال و دولت ہیچ ہیں۔ لکھنؤ کے ایک نواب کا واقعہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس نواب کا معدہ اتنا کمزور ہوگیا تھا کہ کوئی کھانے کی چیز معدہ ہضم نہیں کرپارہا تھا، حتیٰ کہ ململ کے کپڑے میں قیمہ رکھ کر چوسا کرتا تھا، وہ بھی ہضم نہیں ہوتا تھا۔ اسی شہر کے کنارے ایک لکڑہارے (جو جنگل سے لکڑیاں جمع کرکے لاکر شہر میں فروخت کرتا ہے) کا مکان تھا، اس نواب صاحب نے ایک دن دیکھا کہ وہ لکڑہارا لکڑیاں سر پر اُٹھاکر لارہا ہے اور گھر پہنچ کر اس نے لکڑیوں کا گٹھا سر سے اُتارا، ہاتھ منہ دھوئے اور اپنے پاس تھیلی سے دو روٹیاں نکالیں، پیاز سے کھانا کھایا اور وہیں سوگیا۔ اس نواب صاحب کو نیند بھی نہیں آتی تھی۔ لکڑہارے کی یہ صورت حال دیکھ کر نواب صاحب اپنے دوستوں سے کہنے لگا کہ: میں دل سے راضی ہوں اگر میری یہ حالت ہوجائے، یعنی پیاز سے ہی روٹی کھاکر میں ہضم کرسکوں اور اس طرح جلدی پُرسکون نیند مجھے مل جائے،

تو اس کے عوض میں اپنی ساری نوابی اور ساری ریاست دینے کو تیار ہوں۔نواب کے پاس سب کچھ تھا، حتیٰ کہ ان کے کتے بھی سب کچھ کھاتے تھے، لیکن نواب صاحب اس نعمت سے محروم تھے۔

اس لیے انسان کثرتِ مال واسباب کے بجائے اپنے رب سے عافیت اور سکون مانگے، عافیت اور سکون میسر ہو تو تھوڑا بہت بھی کافی ہو جاتا ہے اور انسان کی زندگی پُرسکون گزرتی ہے، ورنہ ساری دولت کے موجود ہوتے ہوئے انسان اس سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتا، وہ انسان کے کسی کام کی نہیں۔اس لیے بعض بزرگوں کا یہ قول کتابوں میں منقول ہے کہ: ''**القليل مع العافية خير من الكثير مع القوارع**.''.....''عافیت کے ساتھ تھوڑا مال اُس زیادہ مال سے بہتر ہے جو مصیبتوں کے ساتھ ہو۔'' البتہ انسان کی لالچ، طمع کے بغیر اگر اللہ تعالیٰ کچھ عطا فرما دیں تو وہ اللہ کی نعمت ہے، انسان پھر اس کا حق ادا کرے۔

ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کی انگوٹھی کا نقش

بہر حال! عافیت بہت بڑی دولت ہے، اس لیے صحابہ کرامؓ، اور تمام بزرگانِ دین عافیت کی دعا مانگا کرتے تھے۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ابن شہاب زہریؒ - جو بڑے محدث گزرے ہیں- کے بارے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک انگوٹھی بنوا رکھی تھی اور اس انگوٹھی میں یہ عبارت کندہ کروائی تھی، یعنی یہ نقش انگوٹھی میں لکھوا رکھا تھا ''محمد يسأل اللّٰه العافية'' کہ ''محمد اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتا ہے۔'' ان کا نام محمد بن شہاب زہری ہے، انہوں نے یہ دعا لکھوائی ہوئی تھی کہ: ''محمد اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتا ہے۔''

انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو صحت نصیب ہوتی ہے، بلاؤں، پریشانیوں اور امراض سے انسان محفوظ رہتا ہے، یہ بھی عافیت کا حصہ ہے، صحت کے زمانہ میں اس عافیت کی دولت کی قدر ہمیں نہیں ہوتی، اسی لیے عقل مندوں کا یہ قول ہے کہ: ''**العافية تاج على رؤوس الأصحاء لايراه إلا المرضى**.'' کہ ''عافیت تو ایک تاج ہے جو تندرست لوگوں کے سروں پر سجا ہوا ہے، وہ خود تو اس تاج کو نہیں دیکھ سکتے، ہاں! جو مریض ہوں' وہ اس تاج کو تندرستوں کے سروں پر دیکھ رہے ہوتے ہیں۔''

ایک بزرگ کا ہمہ وقت عافیت کا سوال کرنا

ایک اللہ والے کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ہمیشہ یوں کہا کرتے تھے: ''(اے اللہ!) عافیت، عافیت (عطا فرما)۔'' ایک بار اُن سے پوچھا گیا: ''ما معنٰى هٰذا الدُّعاء؟'' اس دعا کا کیا

مطلب ہے؟ آپ ہمیشہ عافیت کی طلب میں لگے رہتے ہیں۔ وہ کہنے لگے: میں پہلے باربرداری کا کام کرتا تھا، یعنی مزدور تھا، سامان بوجھ وغیرہ اُٹھایا کرتا تھا، ایک دن میں آٹے کا بھاری بھرکم بوجھ اپنے اوپر لادے ہوئے تھا، جس کی وجہ سے مجھے بہت مشقت اور تکلیف ہوئی، میں نے تھک کر کچھ دیر کے لیے اس بوجھ کو رکھا، تاکہ تھوڑا دم لے لوں، اس وقت میں اللہ سے یوں دعا مانگنے لگا: ’’یا رب! ولو أعطيتني كلّ يوم رغيفين من غير تعب لكنتُ أكتفي بِهِمَا‘‘ ..... ’’پروردگار! اگر تو مجھے روزانہ صرف دو روٹیاں بغیر محنت ومشقت کے عطا کردے تو میرے لیے کافی ہیں، میں اسی پر قناعت کیے رہوں گا۔‘‘ اتنے میں' میں نے دیکھا کہ دو آدمی لڑ رہے ہیں، میں ان کے درمیان صلح صفائی کی غرض سے آگے بڑھا ہی تھا کہ اچانک ایک آدمی نے غلطی سے میرے سر پر کوئی چیز دے ماری، جو وہ دوسرے آدمی کو مار رہا تھا، مگر غلطی سے میرے سر پر لگ گئی، چنانچہ میرا چہرہ خون آلود ہوگیا، پولیس والا پہنچا اور اس نے ان دونوں آدمیوں کو پکڑ لیا، جب اس نے مجھے خون آلود دیکھا تو یہ سمجھا کہ میں بھی اس لڑائی میں ملوث ہوں، اس نے مجھے بھی مجرم سمجھ کر گرفتار کرلیا، چنانچہ مجھے بھی جیل پہنچا دیا۔ ایک مدت تک میں جیل میں رہا، جہاں مجھے روزانہ دو روٹیاں ملا کرتی تھیں۔ ایک رات خواب میں' میں نے ایک ہاتف غیبی (غیب سے آواز لگانے والے) کو سنا کہ وہ مجھ سے مخاطب ہوکر یہ کہہ رہا ہے: ’’إنك سألتَ الرّغيفين كلَّ يومٍ من غير نصب، ولَمْ تسأل العافيةَ!‘‘ ’’تو نے روزانہ کی دو روٹیاں بلا مشقت مانگی تھیں، عافیت نہیں مانگی تھی! تو میں نے تجھے تیرا مانگا دے دیا، یعنی اللہ سے عافیت مانگنی چاہیے تھی کہ اے اللہ! اس کام میں بہت محنت، مشقت اور تکلیف ہے، مجھے آسان ذریعۂ معاش نصیب فرما اور عافیت دے۔ اس دعا کے بجائے تو نے یہ کہا تھا کہ: ’’دو روٹیاں مل جائیں‘‘ لہٰذا دو روٹیوں کی طلب تجھے جیل تک لے آئی۔ بزرگ کہتے ہیں کہ مجھے اس وقت ہوش آیا اور سمجھ آئی کہ مجھے عافیت مانگنی چاہیے، تو اَب میں فوراً یوں ہی کہنے لگا: عافیت، عافیت، عافیت۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ جیل کا دروازہ کھٹکا اور پوچھا گیا: ’’أين عمر الحمال؟‘‘ ..... ’’عمر باربردار کہاں ہے؟‘‘ میں نے کہا: میں ہوں۔ عافیت کی دعا کے بعد مجھے جیل سے نجات اور رہائی مل گئی۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے پریشانی اور مشقت کے ازالے کے لیے عافیت کی دعا مانگنی چاہیے کہ اے اللہ! میں کمزور ہوں، مجھے عافیت نصیب فرما۔ اب عافیت میں ساری بھلائیاں اور سہولیات شامل ہوجائیں گی، لہٰذا ہم ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے رہیں، اپنی ذات کے لحاظ سے بھی، اپنے اہل وعیال کے لحاظ سے بھی، دنیاوی واُخروی زندگی کے لحاظ سے بھی۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....